قصہ بلقیس قاضی ثناءاللہ پانی پتی کی تفسیر "تفسیر مظہری" کی روشنی میں

THE STORY OF BILQIS IN THE LIGHT OF QAZI SANAULLAH PANIPAIT'S TAFSIR "TAFSIR MAZHARI"

DOI: 10.5281/zenodo.8126333

**Muhammad Kamran Khan*
*** Dr. Samiul haq*
**** YASIR AZIZ*

ABSTRACT:

The story of Bilqis is famous in Arabic poetry under the title "Maqam al-Hazn". This story is a famous historical event in the light of Qur'anic interpretation, which is based on the justice and fairness of Solomon (peace be upon him). Bilqis was a powerful queen of Yemen. One day, while traveling towards Sulaiman (peace be upon him), he was carrying wood in a green hook. Solomon (peace be upon him) said to the people with him, "Who will take these pieces of wood and bring them to the heavenly throne?" A single and alert person ran towards Bilqis and said that I have the best ability to compare your talismanic throne. Solomon (peace be upon him) displayed part of his kingdom, which was a sea floor, and demonstrated to Bilqis that he walked on the floor without being submerged in water. Bilqis was intrigued and ready to believe that Sulaiman (peace be upon him) had the ability to gather quotient. Later, Bilqis made a trip to Solomon where he demonstrated his strength and power. He made a throne and said, "Is there anyone who can bring this throne to me?" A jinn who was treated in a rebellious manner every time someone took the throne, which undoubtedly showed the power of Sulaiman (peace be upon him). Bilqis then made a small suggestion that a letter should be written to Sulaiman (peace be upon him) that would melt even a stone. They made one thing another and said that when this letter reached the presence of Solomon, he would recognize it. Solomon (peace be upon him) found the stone letter and he recognized it using strength and power. Balqis brought them undisputed control over their kingdom and they converted themselves to Islam.

Bilqis' story is full of justice, justice, strength, and concern. It shows that it is necessary to be powerful in order to recognize truth and reality and we must use our power with justice and fairness.

Keywrds:

....

**PhD Scholar International Islamic University Islamabad Lecturer Islamic Studies Edwardes College Peshawar*

***Assistant Professor Islamic studies SBB University Sheringal Dir Upper*

****Visiting LECTURER ISLAMIYA COLLEGE University PESHAWAR*

ملکہ سبا کا نام بلقیس بنت شراحیل تھا، وہ یعرب بن قحطان کی نسل سے تھی اس کا باپ بہت بڑا بادشاہ تھا جس کے ۳۹ آباو اجداد بادشاہ گزرے تھے وہ خود چالیسواں تھا ملک یمن پر حکومت کرتا تھا اور سرحدی ہم عصر بادشاہوں میں سے کسی کو اپنا ہمسر نہیں جانتا تھا، اسی لئے اس نے ہر بادشاہ کی بیٹی سے نکاح کرنے سے انکار کر دیا تھا، آخر میں اس کا نکاح ایک پری سے ہو گیا جس کا نام ریحانہ بنت سکن تھا اس پری کے پیٹ سے بلقیس بنت شراحیل پیدا ہوئی۔ سوائے بلقیس کے شراحیل کا اور کوئی بچہ نہیں تھا۔ حدیث میں آیا ہے کہ بلقیس کے ماں باپ میں سے کوئی ایک جنات میں سے تھا۔

باپ کے مرنے کے بعد بلقیس نے ملکہ بننے کی خواہش کی اور اپنی حکومت کا اعلان کر دیا، قوم میں سے کچھ لوگوں نے مان لیا اور کچھ لوگوں نے انکار کیا۔ مخالفین نے ایک اور شخص کو اپنا بادشاہ بنالیا، قوم دو فرقوں میں بٹ گئی، یمن کے مملکت کے بھی دو ٹکڑے ہو گئے، جس مرد کو بادشاہ بنایا گیا تھا اس نے لوگوں سے برا سلوک کیا۔ رعیت کی عورتوں پر دست درازی کرنے لگا، لوگوں نے اس کو معزول کرنا چاہا لیکن اس کی طاقت زیادہ تھی کچھ بس نہ چل سکا۔ بلقیس نے جب عورتوں کی یہ بے حرمتی دیکھی تو اس کو غیرت آئی اور اس نے اس ظالم کے پاس از خود تحریر بھیجی اور خواہش کی کہ تم مجھ سے نکاح کر لو، بادشاہ نے جواب لکھا کہ مجھے تمہاری طرف سے یہ امید نہیں تھی کہ تم میرے پیام نکاح کو قبول کر لو گی اسی لئے میں نے اپنی طرف سے نکاح کی تحریک نہیں کی۔ بلقیس نے کہا کہ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے تم میرے لئے کفو اور شریف ہو، اب میری قوم والوں کو جمع کر کے ان کے سامنے مجھ سے نکاح کرنے کی درخواست رکھو۔ بادشاہ نے سب لوگوں کو جمع کیا اور سب کو نکاح کا پیام دیا، لوگوں نے کہا کہ ہمارے خیال میں تو بلقیس راضی نہ ہو گی، بادشاہ نے کہا کہ ابتدائی تحریک خود اس کی طرف سے ہو چکی ہے میں آپ سے چاہتا ہوں کہ اس کی زبان سے تم خود اقرار سن لو، قوم والوں نے آکر بلقیس سے اس کا ذکر کیا، بلقیس نے کہا کہ مجھے اولاد کی تمنا ہے غرض لوگوں نے بلقیس کا نکاح بادشاہ سے کر دیا، بلقیس جب وداع ہو کر گئی تو اپنی بہت سی فوج کو لیتی گئی اور بادشاہ کے پاس پہنچی تو اس کو اتنی شراب پلائی کہ وہ بے ہوش ہو گیا پھر اس کا سر کاٹ کر رات ہی کو اپنے گھر واپس آگئی، صبح ہوئی اور لوگوں نے بادشاہ کو مقتول اور سر دروازہ پر لٹکا ہوا پایا تو سمجھ گئے کہ یہ نکاح ایک فریب تھا، اس کے بعد سب لوگوں نے بلقیس کو بالاتفاق ملکہ مان لیا۔ [1]

حضرت ابو بکرؓ روای ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب اطلاع ملی کہ فارس والوں نے کسریٰ کی بیٹی کو اپنی ملکہ بنالیا ہے تو فرمایا وہ قوم ہرگز کامیاب نہیں ہو گی، جس نے ایک عورت کو اپنے امر کا والی بنالیا ہو۔ رواہ البخاری فی الصحیح واحمد والترمذی والنسائی۔

وَأُوتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ

ترجمہ: اور اس کو ہر طرح کا سازوسامان دیا گیا ہے،

یعنی اسلحہ، سازوسامان وغیرہ جس کی بادشاہوں کو ضرورت ہوتی ہے، وہ سب کچھ اس کے پاس ہے۔ یا کل شئی سے مراد محض کثرت ہے۔

وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ

ترجمہ: اور اس کا ایک شاندار تخت بھی ہے۔

یعنی حجم میں بڑا سونے کا بنا ہوا، یاقوت سرخ، زبرجد سبز اور موتیوں سے مرصع، جس کے پائے یاقوت اور زبرجد کے تھے، اس کے اوپر سات کمرے تھے اور ہر کمرہ کا دروازہ علیحدہ تھا جو بند رہتا تھا۔ ابن ابی حاتمؒ نے زبیر بن محمدؒ کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ وہ تخت سونے کا تھا جس کے دونوں پہلو یاقوت وزبرجد سے مرصع تھے، اس کا طول ۸۰ ہاتھ اور عرض ۴۰ ہاتھ تھا۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا بلقیس کا تخت تیس ہاتھ لمبا، تیس ہاتھ چوڑا تھا۔[2]

مقاتل نے کہا طول اسی ہاتھ تھا اور اونچائی تیس ہاتھ۔[3]

وَجَدْتُهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُونِ اللَّهِ

ترجمہ: میں نے اُس عورت اور اُس کی قوم کو پایا ہے کہ وہ اللہ کو چھوڑ کر سورج کے آگے سجدے کرتے ہیں،

من دون اللہ کا تعلق یسجدون سے ہے۔

وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ

ترجمہ: اور شیطان نے ان کو سجھا دیا ہے کہ ان کے اعمال بہت اچھے ہیں،

یعنی آفتاب پرستی جیسے برے اعمال کو ان کے لئے مرغوب خاطر کر دیا ہے۔

فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ

ترجمہ: چنانچہ اُس نے اُنہیں صحیح راستے سے روک رکھا ہے اور اس طرح وہ ہدایت سے اتنے دُور ہیں۔

أَلَّا يَسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

ترجمہ: کہ اللہ کو سجدہ نہیں کرتے جو آسمانوں اور زمینوں کی چھپی ہوئی چیزوں کو باہر نکال لاتا ہے،

الایسجدوا: الا اصل میں ان لا تھا، ان مصدریہ لا نافیہ، اور جر ان سے پہلے محذوف ہے یعنی لان لایسجدوا۔

مطلب یہ ہے کہ شیطان نے ان کو راہ حق سے روک دیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو سجدہ نہیں کرتے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ لا زائدہ ہو اور اس کا تعلق لایھتدون سے ہو یعنی وہ اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرنے کی راہ نہیں پاتے۔ خبأ بمعنیٰ مخبو (اسم مفعول) کے معنیٰ میں ہے یعنی پوشیدہ اور اخراج سے مراد اظہار ہے۔

اکثر اہل تفسیر کہتے ہیں کہ خباء السمٰوٰت بارش اور خباء الارض سبزہ ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ آسمان و زمین کی چھپی ہوئی چیزوں کا علم مراد ہے۔ لفظ خباء اور اخراج عام ہے ستاروں کا نکالنا، بارش کا برسانا، زمین سے سبزہ اگانا ہر چیز کو پردہ قوت سے میدان فعلیت میں لانا ہر ممکن اور معدوم کو وجوب وجود کا جامہ پہنانا سب کچھ اخراج خباء کے ذیل میں آتا ہے اور ظاہر ہے کہ ایسا کرنے والا قادر صرف اللہ ہے جو واجب بالذات ہے لہذا صرف وہی سجود کا مستحق ہے۔[4]

وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُونَ وَمَا تُعْلِنُونَ

ترجمہ: اور تم جو کچھ چھپاؤ، اور جو کچھ ظاہر کرو، سب کو جانتا ہے۔

اس لئے ضروری ہے کہ تم ظاہر و باطن میں اس کے ساتھ شرک کرنے سے پرہیز رکھو۔

اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ

ترجمہ: اللہ تو وہ ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، (اور) جو عرشِ عظیم کا مالک ہے۔

قَالَ سَنَنْظُرُ أَصَدَقْتَ أَمْ كُنْتَ مِنَ الْكَاذِبِينَ

ترجمہ: سلیمان نے کہا؛ ہم ابھی دیکھ لیتے ہیں کہ تم نے سچ کہا ہے، یا جھوٹ بولنے والوں میں تم بھی شامل ہو گئے ہو۔

یعنی جھوٹ کہا، جب کوئی شخص جھوٹوں میں شامل کر دیا جائے اور اس کا شمار جھوٹوں میں ہو جائے تو اس کا جھوٹا ہونا یقینی ہے۔ آیت میں جھوٹ کہنے کو مبالغہ کے ساتھ بیان کیا گیا ہے یا آیات کے فواصل کا لحاظ کر کے طرز ادا کو بدل دیا۔

اس کے بعد ہدہد نے لوگوں کو پانی کا پتہ بتایا اور لوگوں نے گڑھے کھود کر پانی خود بھی پیا اور جانوروں کو بھی پلایا۔

حضرت سلیمانؑ نے ایک خط اس طرح لکھا۔ "سلیمان بن داؤد کی طرف سے بلقیس ملکہ سبا کے نام بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سلام ہو اس پر جو ہدایت پر چلے، اما بعد: مجھ پر فخر نہ کرو اور میرے پاس اطاعت گزار ہو کر آجاؤ۔ ابن جریجؒ [۸۹] نے کہا کہ حضرت سلیمانؑ نے صرف اتنے ہی الفاظ لکھے تھے جتنے قرآن میں اللہ تعالیٰ نے نقل فرمائے ہیں۔

قتادہؒ نے کہا انبیاءؑ کی تحریریں ایسی ہی مختصر ہوتی ہیں وہ کلام کو طول نہیں دیتے اور نہ زیادہ بات لکھتے ہیں۔ خط لکھ کر حضرت سلیمانؑ نے اس پر مشک چسپاں کیا اور اس پر اپنی مہر لگا کر ہدہد کے حوالہ کیا اور فرمایا[5]

اذْهَبْ بِكِتَابِي هَٰذَا فَأَلْقِهْ إِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُونَ

ترجمہ: میرا یہ خط لے کر جاؤ، اور اُن کے پاس ڈال دینا، پھر الگ ہٹ جانا، اور دیکھنا کہ وہ جواب میں کیا کرتے ہیں۔

حسب حکم ہدہد خط کو لے کر بلقیس کے پاس پہنچا، بلقیس اس وقت صنعاء سے تین منزل پر مقام مآرب [۹۱] میں تھی۔ ہدہد ملکہ کے قصر میں پہنچا تو دروازے سب مقفل پائے اور کنجیاں ملکہ نے اپنے سرہانے رکھ لی تھی، غرض ہدہد بلقیس کے قریب پہنچ گیا۔ بلقیس چت لیٹی ہوئی سو رہی تھی، ہدہد نے خط سینہ پر رکھ دیا۔[6]

کذا اخرج عبد بن حمید وابن المنذر وابن ابی حاتم عن قتادہ

مقاتل کا بیان ہے کہ ہدہد اپنے چونچ میں خط پکڑ کر لے گیا اور بلقیس کے قریب جا کر کھڑا ہوا، سپاہی وغیرہ وہاں پر موجود تھے، ہدہد نے اپنے پر تیزی سے ہلائے اور لوگ اس کی طرف دیکھتے رہے آخر میں ملکہ نے بھی سر اٹھایا اور ہدہد نے خط اس کے گود میں ڈال دیا۔[7]

بلقیس چونکہ پڑھی ہوئی تھی اس لئے خط لے کر مہر دیکھی اور اور مہر دیکھتے ہی لرز اٹھی کیونکہ سلیمانؑ کی حکومت کا نقشہ خط میں موجود تھا سمجھ گئی کہ جس نے یہ خط مجھے بھیجا ہے وہ مجھ سے بھی بڑا بادشاہ ہے۔ بلقیس نے خط پڑھا پھر جا کر تخت پر بیٹھ گئی اور قوم کے سرداروں کو جمع کیا، بارہ ہزار سردار تھے اور ہر سردار کے ماتحت ایک لاکھ سپاہی تھے۔[8]

حضرت ابن عباسؓ کے ایک قول کے مطابق بلقیس کے ساتھ ایک لاکھ اقیال تھے اور ہر قیل کے پاس ایک لاکھ فوج تھی (قیل بمعنی نواب اور بادشاہ) جو شہنشاہ کے ماتحت ہو۔[9]

قتادہ اور مقاتل کہتے ہیں کہ بلقیس کے اہلِ شوریٰ کی تعداد ۳۱۳ آدمیوں کی تھی اور ہر ممبر شوریٰ کے ماتحت دس دس ہزار سپاہی تھے، سب اپنی اپنی نشستوں پر آ کر بیٹھ گئے۔[10]

قَالَتْ يَاأَيُّهَا الْمَلَأُ إِنِّي أُلْقِيَ إِلَيَّ كِتَابٌ كَرِيمٌ

ترجمہ: (چنانچہ ہدہد نے ایسا ہی کیا) اور ملکہ نے (اپنے درباریوں سے) کہا؛ قوم کے سردارو! میرے سامنے ایک باوقار خط ڈالا گیا ہے۔

عطاء[۹۷] اور ضحاک نے اس خط کو کریم اور معزز کہنے کی یہ وجہ بیان کیا ہے کہ وہ خط مہر زدہ تھا۔ حضرت ابن عباسؓ بھی یہی وجہ بتاتے ہیں۔

ابن مردویہ[۹۸] نے اس آیت کی تفسیر میں کہا کہ مختوم (سربمہر) ابن جریج عمدہ معنی کرتے ہیں۔ زجاج بھی اسی کو لیتے ہیں۔ حضرت ابن عباس ب کے ایک قول کے مطابق کریم کا معنی بزرگی والا چونکہ اس کے بھیجنے والا بھی بزرگ تھا۔ بعض نے کریم کہنے کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ خط پہنچنے کا واقعہ عجیب تھا، بلقیس اپنے کمرے کے اندر لیٹی ہوئی تھی اور سارے دروازے بند تھے ہدہد روشن دان سے خط لے کر اس کے سینے پر ڈال دیا اور اس کو پتہ بھی نہ چلا۔ بعض کہتے ہیں کہ خط کی ابتداء چونکہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے کی گئی تھی اس وجہ سے اس کو کریم کہا۔[11]

اس کے بعد بلقیس نے بتایا کہ یہ خط کہاں سے آیا اور کہا۔

إِنَّهُ مِنْ سُلَيْمَانَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ترجمہ: وہ سلیمان کی طرف سے آیا ہے، اور وہ اللہ کے نام سے شروع کیا گیا ہے جو رحمان ورحیم ہے۔

أَلَّا تَعْلُوا عَلَيَّ وَأْتُونِي مُسْلِمِينَ

ترجمہ:(اُس میں لکھاہے) کہ:میرے مقابلے میں سرکشی نہ کرو،اور میرے پاس تابع دار بن کر چلے آؤ۔

مطلب یہ کہ میرے حکم کا انکار مت کرو، کیونکہ یہ غرور اور تکبر کی علامت ہے۔ یہ کلام باوجود اختصار کے مقصد پر پوری اترتی ہے۔ اول بسم اللہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات پر صراحتاً دلالت کرتی ہے پھر تکبر کی ممانعت ہے تکبر تمام بری خصلتوں کو جنم دینے والا ہے، پھر ایمان اور اطاعت کا زکر ہے جو تمام فضائل کو جمع کرتی ہے۔ اس کلام میں پہلے اپنی رسالت کو ثابت کیا ہے، پھر اطاعت کا حکم ہے۔ دلیل رسالت کے بغیر اطاعت کا حکم نہیں دیا ہے۔ اور خط کو اس طرح پہنچانا خود رسالت کی بڑی دلیل ہے۔

قَالَتْ يَاأَيُّهَا الْمَلَأُ أَفْتُونِي فِي أَمْرِي مَا كُنْتُ قَاطِعَةً أَمْرًا حَتَّى تَشْهَدُونِ

ترجمہ: ملکہ نے کہا؛ قوم کے سردارو! جو مسئلہ میرے سامنے آیا ہے، اُس میں مجھے فیصلہ کن مشورہ دو۔ میں کسی مسئلے کا حتمی فیصلہ اُس وقت تک نہیں کرتی جب تک تم میرے پاس موجود نہ ہو۔

فتوٰی کہا جاتا ہے کسی مشکل بات کا جواب یعنی جو معاملہ میرے ساتھ آیا ہے اس میں مجھے مشورہ دو۔

حتّٰی تشہدون یہاں تک کہ تم میرے پاس موجود نہ ہو یا مجھے مشورہ نہ دو جب تک اس بات کے درست ہونے کی شہادت نہ دیدو۔

قَالُوا نَحْنُ أُولُو قُوَّةٍ وَأُولُو بَأْسٍ شَدِيدٍ وَالْأَمْرُ إِلَيْكِ فَانْظُرِي مَاذَا تَأْمُرِينَ

ترجمہ: اُنہوں نے کہا؛ ہم طاقت ور اور ڈٹ کر لڑنے والے لوگ ہیں، آگے معاملہ آپ کے سپرد ہے، اب آپ دیکھ لیں کہ کیا حکم دیتی ہیں۔

قوۃ یعنی لڑنے کی طاقت، باس شدید یعنی لڑائی کے وقت سخت طاقتور، مقاتل کہتے ہیں کہ قوت سے مراد ہے تعدادی کثرت اور باس سے مراد ہے شدت شجاعت۔[12]

بلقیس نے اہل دربار سے صلح اور جنگ دونوں کا مشورہ لیا تھا لڑائی صلح کے مقابلہ مین مشکل اور سخت کام ہے جنگ کی صورت میں اہل دربار نے تعمیل حکم کا اقرار کیا۔ برخلاف ان یہودیوں کے جنہوں نے حضرت موسیٰؑ سے کہا تھا فاذھب انت وربک فقاتلا انا ھھنا قائدون اور تمھارا خدا اور دونوں جا کر لڑو ہم تو یہی بیٹھے ہیں یعنی ہم آگے نہیں جائیں گے۔

جب بلقیس کے حکم پر انہوں نے لڑنے کا اظہار کر دیا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ صلح کا اگر حکم ہوا تو ہم اس حکم کی تعمیل بدرجہ اولیٰ کریں گے، آپ کو دونوں باتوں کا اختیار ہے۔

ماذا تامرین میں ما اسفہامیہ ہے اور پورا جملہ بتاویل مفرد ہو کر انظری کا مفعول ہے یعنی آپ خود دیکھ لیں اور سوچ لیں کہ دونوں میں کون سی چیز آپ کے لئے مفید ہے جنگ یا صلح، بہر حال ہم آپ کے فیصلے پر چلنے کے لئے تیار ہیں۔

قَالَتْ إِنَّ الْمُلُوكَ إِذَا دَخَلُوا قَرْيَةً أَفْسَدُوهَا وَجَعَلُوا أَعِزَّةَ أَهْلِهَا أَذِلَّةً وَكَذَٰلِكَ يَفْعَلُونَ

ترجمہ: ملکہ بولی؛ حقیقت یہ ہے کہ بادشاہ لوگ جب کسی بستی میں گھس آتے ہیں تو اُسے خراب کر ڈالتے ہیں، اور اُس کے باعزت باشندوں کو ذلیل کر کے چھوڑتے ہیں، اور یہی کچھ یہ لوگ بھی کریں گے۔

ملکہ نے عام بادشاہوں کا عمومی ضابطہ بیان کر کے اول قوم کو مبہم طور پر جنگ سے ڈرایا پھر آخری فقرہ کہہ کے صراحت کر دی کہ ان لوگوں سے بھی مجھے یہی خطرہ ہے۔ کذلک یفعلون کا ایک ترجمہ یہ بھی کیا گیا ہے کہ بادشاہ ایسا ہی کرتے رہتے ہیں ان کا دستور ہی یہی ہے اس ترجمہ پر اس فقرہ کا ارتباط سابق جملہ سے ہو گا اور یفعلون کی ضمیر ملوک کی طرف راجع ہو گی، حضرت سلیمانؑ اور آپؑ کے لشکر کی طرف راجع نہ ہو گی۔ یا یہ مقولہ اللہ کا ہے اللہ تعالیٰ نے بلقیس کے قول کی تصدیق فرما دی کہ ہاں بادشاہوں کا یہی طریقہ عمل ہے۔ ملکہ کے اس کلام سے معلوم ہو رہا ہے کہ بلقیس صلح کو مناسب خیال کرتی تھی۔

وَإِنِّي مُرْسِلَةٌ إِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ فَنَاظِرَةٌ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُونَ

ترجمہ: اور میں اُن کے پاس ایک تحفہ بھیجتی ہوں، پھر دیکھوں گی کہ ایلچی کیا جواب لے کر واپس آتے ہیں؟

مطلب یہ ہے کہ میں اپنے پاس سے کچھ تحفہ دے کر قاصدوں کو روانہ کروں گی۔ ہدیہ وہ چیز جو ہدیہ میں دی جائے جیسے عطیہ دی ہوئی چیز۔

بغویؒ نے لکھا ہے، ہدیہ بھیج کر حضرت سلیمانؑ نے جانچ کرنی چاہتی تھی کہ بادشاہ ہیں یا نبی اگر بادشاہوں ہوں گے تو ہدیہ قبول کر لیں گے اور لشکر کشی نہیں کریں گے اور نبی ہوں گے تو ہدیہ کو رد کر دیں گے اور بغیر اتباع ایمانی کے راضی نہیں ہوں گے۔[13]

اس کے بعد ہدیہ میں ملکہ نے کچھ غلام اور کچھ باندیاں بھیجیں۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا سب کو ایک ہی طرح کا لباس پہنا دیا تا کہ شناخت نہ ہو سکے۔ مجاہدؒ نے کہا دو سو غلام اور دو سو باندیاں بھیجی تھی۔ مجاہدؒ اور مقاتلؒ کا قول ہے کہ باندیوں کو غلاموں کا لباس اور غلاموں کو باندیوں کا لباس پہینا دیا تھا۔ سعید بن جبیرؓ نے کہا سونے کی اینٹ، ریشم اور دیبا کے ساتھ بھیجی تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ سونے کے چار اینٹیں بھیجی تھیں۔ وہب بن منبہؒ نے بیان کیا بلقیس نے پانچ سو لڑکے اور لڑکیوں کو پانچ سو خچروں پر سوار کرایا، ہر گھوڑے کی لگام سنہری جواہر سے جڑی تھی اور چار رنگا رنگ کے دیباچے۔ بلقیس نے چاندی کی پانچ سو اینٹیں اور موتی اور یاقوت سے جڑا ہوا تاج بھی بھیجا اور مشک و عنبر و خود بھی پھر

ایک ڈبہ میں بلا سوراخ کیا ہوا ایک قیمتی موتی اور ٹیڑھا کیا ہوا ایک پوتھ رکھ کر بند کر دیا اور اپنی قوم کے ایک سردار کو جس کا نام منذر بن عمرو تھا بلوا کر کچھ دوسرے سمجھ دار ہوشیار آدمیوں کو اس کے ساتھ کر کے ایک خط جس میں تحفوں کی فہرست تھی، دے کر ہدایت کی اور سب چیزیں دے کر بھیج دیا اور نمائندہ سے کہہ دیا کہ سلیمانؑ سے جا کر یہ کہنا کہ اگر آپ نبی ہیں تو باندیوں کو غلاموں سے الگ چھانٹ دیجئے اور بغیر کھولے بتائیے کہ ڈبہ میں کیا ہے، اور جب وہ بتا دیں تو کہنا کہ اس موتی میں ٹھیک سوراخ کر دیجئے اور سوراخ دار پوتھ میں دھاگہ ڈال دیجئے لیکن کسی آدمی اور جن سے مدد نہ لیجئے غلاموں اور باندیوں کو یہ بھی حکم دیا کہ غلام باندیوں کی بولی میں زنانہ لوچدار بات کریں اور باندیاں کرخت دار لہجے میں مردانہ بات کریں، پھر قاصد سے یہ بھی کہہ دیا کہ تم اس بات کا اندازہ کرنا کہ وہ کس طور پر پیش آتے ہیں اگر غصہ کی نظر سے تم کو دیکھیں تو سمجھ لینا وہ بادشاہ ہیں تم ہر گز خوف زدہ نہ ہونا ہم ان سے زیادہ عزت رکھتے ہیں اور اگر کشادہ پیشانی اور مہربانی سے پیش آئیں تو سمجھ لینا وہ نبی مرسل ہیں ان کی بات سمجھنا اور جواب دینا۔ غرض بلقیس کے قاصد سارے تحفے لے کر روانہ ہو گئے ادھر ہدہد نے جلد جا کر حضرت سلیمانؑ کو اس واقعہ کی اطلاع دے دی آپ نے جنات کو حکم دیا کہ سونے چاندی کی انٹیں تیار کریں حکم کی تعمیل کی گئی، پھر آپ نے حکم دیا کہ ان اینٹوں کو اس جگہ سے نو فرسخ تک ایک میدان میں یہ اینٹیں بچھا دیں اور میدان کے گرداگرد سونے چاندی کی اونچی دیوار کھینچ دیں، پھر فرمایا خشکی اور دریا میں کون سا جانور سب سے اچھا ہوتا ہے، حاضرین نے عرض کیا یا نبی اللہ ہم نے فلاں سمندر میں ایک جانور دیکھے ہیں، جن کے رنگ مختلف ہوتے ہیں ان کے دو بازو، گردن پر کلغیاں اور پیشانیوں پر بال ہوتے ہیں، فرمایا ابھی لے آو جنات نے فوراً لا کر حاضر کر دئے فرمایا میدان کے دائیں بائیں دونوں طرف سونے چاندی کی اینٹوں کے فرش پر ان کو باندھ دو اور ان کا چارہ ان کے سامنے ڈال دو جنات کو حکم دیا کہ اپنی اولاد کو میدان میں لا کر دائیں بائیں کھڑا کر دو۔

ان احکام کی تعمیل کے بعد سلیمانؑ اپنے تخت پر رونق افروز ہو گئے اور اپنے ارد گرد چار چار ہزار کرسیاں تعینات کی اور دائیں بائیں فرسخوں تک شیطانوں صف باندھنے کا حکم دیا جب قاصد نزدیک ہوئے تو اور سلیمانؑ کی حکومت دیکھی اور چوپائے جو چاندی اور سونے کی اینٹوں پر گوبر کرتے پایا تو وہ لوگ خود اپنی نظروں میں حقیر ہو گئے اور سارے تحائف جو اپنے ساتھ لائے تھے پھینک دیئے۔

بعض روایات میں آتا ہے کہ سلیمانؑ نے سونے اور چاندی کی اینٹیں بچھانے کا حکم جس وقت دیا تھا اس وقت بلقیس کی بھیجی ہوئی اینٹوں کی تعداد کے مطابق جگہ خالی رکھی قاصدوں نے جب چند اینٹوں کی جگہ خالی دیکھی تو اور باقی زمین پر فرش پایا تو ان کو یہ فکر ہوا کہ کوئی ہم پر اینٹیں اٹھا لینے کی تہمت نہ لگائے اور خالی جگہ پر اینٹیں پھینک دی۔ پھر شیاطین کو

دیکھ کر خوف زدہ ہو گئے لیکن حکم ہوا کہ آگے بڑھو ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں قاصد تمام جن وانس اور پرندوں ،درندوں اور چرندوں سے گزر کر حضرت سلیمانؑ کے پاس جا کھڑے ہوئے آپ نے ان کو انتہائی اچھی نظروں کے ساتھ دیکھا اور فرمایا کیا بات ہے ؟امیر وفد نے ساتھ لائی ہوئی تمام چیزیں پیش کر دی اور ملکہ کا خط بھی دیدیا آپؑ نے خط غور سے پڑھا اور فرمایا ڈبہ کہاں ہے امیر وفد نے پیش کیا آپ نے ڈبے کو ہلایا اتنے میں حضرت جبرئیلؑ آگئے اور ڈبہ کے اندر جو چیز تھی بتادی۔ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا اس کے اندر بغیر سوراخ کے ایک قیمتی موتی ہے اور ایک ٹیڑھا سوراخ کیا ہوا پوتھ ہے۔ قاصد نے کہا آپ نے صحیح فرمایا اب موتی میں سوراخ کر دیجئے اور پوتھ میں دھاگہ پرو دیجئے۔ حضرت سلیمانؑ نے جنات اور آدمیوں سے دریافت فرمایا کوئی اس میں سوراخ کر سکتا ہے کسی کو سوراخ کرنے کی تدبیر سمجھ میں نہ آئی اس لیے خاموش رہے پھر آپؑ نے شیاطین سے دریافت کیا ایک شیطان نے کہا لکڑی کے کیڑے کو بلوا دیجئے حکم کے مطابق لکڑی کا کیڑا آیا اور دھاگہ کا سرا منہ میں پکڑ کر موتی میں سوراخ کرتا ہوا دوسری جانب نکل گیا۔ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا کیا انعام چاہتا ہے کیڑے نےؑرض کیا میری روزی درخت میں مقرر کر دیا جائے، حضرت نے فرمایا تیرے لیے ایسا ہی کر دیا گیا۔ پھر آپ نے لڑکوں اور لڑکیوں کو الگ الگ کر کے جانچنے کی تدبیر کی اور سب کو ہاتھ منہ دھونے کا حکم دیا۔ لڑکی برتن میں سے ایک ہاتھ میں پانی لیتی پھر ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں ڈالتی اور پھر منہ پر مارتی تھیں اور لڑکا براہِ راست برتن سے پانی لے کر منہ پر مارتا تھا۔ لڑکی ہاتھ کے اندرونی جانب پانی ڈالتی تھی اور لڑکا کلائی کے بیرونی جانب پانی بہاتا تھا لڑکی یونہی پانی دھارتی تھی اور لڑکا اوپر سے نیچے کو ہاتھ پر پانی گراتا تھا۔ خلاصہ یہ کہ آپؑ نے سب کو الگ الگ چھانٹ دیا اور پھر لائے ہوئے سارے ہدیے واپس کر دیئے جس طرح کہ آیت میں ذکر ہے۔ یہ تمام تفصیل بغویؒ نے بیان کی ہے جو مختلف روایات سے ماخوذ ہے[14]

بعض باتیں ابن ابی حاتم نے سدی کی روایت سے اور بعض باتیں ابن ابی حاتم اور ابن المنذر دونوں نے یزید کی روایت سے بیان کی ہیں۔

فَلَمَّا جَاءَ سُلَيْمَانَ قَالَ أَتُمِدُّونَنِ بِمَالٍ

ترجمہ: چنانچہ جب ایلچی سلیمان کے پاس پہنچا تو اُنہوں نے کہا؛ کیا تم مال سے میری امداد کرنا چاہتے ہو؟

یہاں استفہام انکاری ہے یعنی مجھے تمھاری طرف سے مالی امداد کی ضرورت نہیں تمھارا ہدیہ مجھے درکار نہیں اسکی میرے لیے کوئی وقعت نہیں کیونکہ۔

فَمَا آتَانِيَ اللَّهُ خَيْرٌ مِمَّا آتَاكُمْ بَلْ أَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُونَ

ترجمہ: اُس کا جواب یہ ہے کہ اللہ نے جو کچھ جھے دیا ہے، وہ اُس سے کہیں بہتر ہے جو تمہیں دیا ہے، البتہ تم ہی لوگ اپنے تحفے پر خوش ہوتے ہو۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے جو کچھ (دین، نبوت، حکمت، حکومت) مجھے دیا ہے وہ اس سے افضل اور بہتر ہے جو تم کو دیا ہے کیونکہ تم لوگ صرف ظاہری اور دنیوی زندگی کو جانتے ہو اور یہی تمہارے نظروں کے سامنے ہے اس لئے ہدیے لے کر مال میں اضافہ کرتے ہو اور ہدیے دے کر اپنے ہمسروں پر فخر کرنا چاہتے ہو تم میری حالت کو اپنی حالت پر قیاس کرتے ہو حالانکہ یہ بات غلط ہے۔ پھر منذر بن عمرو سردار وفد کی طرف رخ کر کے فرمایا۔

ارْجِعْ إِلَيْهِمْ فَلَنَأْتِيَنَّهُمْ بِجُنُودٍ لَا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِنْهَا أَذِلَّةً وَهُمْ صَاغِرُونَ

ترجمہ: اُن کے پاس واپس جاؤ، کیونکہ اب ہم اُن کے پاس ایسے لشکر لے کر پہنچیں گے جن کے مقابلے کی اُن میں تاب نہیں ہوگی، اور اُنہیں وہاں سے اس طرح نکالیں گے کہ وہ ذلیل ہوں گے، اور ماتحت بن کر رہیں گے۔

صاغرون کے لفظ سے اذلۃ (بے عزت) ہونے کی تاکید ہو رہی ہے بعض علماء کہتے ہیں کہ ذلت عزت کی ضد ہے آبرو اور حکومت کی زوال ذلت ہے اور صغار سے مراد ہے قیدی ہو جانا یعنی اگر وہ مسلمان ہو کر نہیں آئیں گے تو ہم ان کو ان کی سرزمین سے نکال دیں گے اور ان کو قیدی بنالیا جائے گا۔

وہب بن منبہؒ وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ جب وفد یمن حضرت سلیمانؑ سے بلقیس کی طرف لوٹ کر پہنچ گیا اور سارا واقعہ بیان کیا تو اس نے کہا واللہ میں تو پہلے ہی پہچان چکی تھی کہ وہ بادشاہ نہیں ہے اور اس کی مقابلہ کی ہم میں طاقت نہیں ہے۔ اس کے بعد بلقیس نے حضرت سلیمانؑ کے پاس پیغام بھیجا کہ میں خود اپنی سرداروں کے ساتھ آپ کے پاس آرہی ہوں اور دیکھوں گی کہ جس دین کی طرف آپ ہم کو بلا رہے ہیں وہ کیا ہے۔ پھر بلقیس نے حکم دیا کہ تخت کو تہ بر تہ سات کمروں میں بند کرا کے دروازوں کو مقفل کر دیا یا سات محلوں کے اندر اس کو رکھوا دیا اور حفاظت کے لئے کچھ نگران مقرر کر دیئے اور اپنے نائب سے کہا کہ تم یہاں کے حالات کا نگران ہو تاکہ تخت تک کوئی پہنچ نہ پائے اور کوئی اس کو خراب نہ کر پائے۔ پھر اعلان کرنے والے کو حکم دیا کہ تمام ممالک محروسہ کے باشندوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ ہم کوچ کر رہے ہیں اس کے بعد یمن کے بارہ ہزار نوابوں کو لے کر روانہ ہوگئی اور ہر نواب کے ماتحت ہزاروں سپاہی تھے۔[15]

حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے کہ حضرت سلیمانؑ بڑے باوقار اور رعب والے آدمی تھے اگر کسی سے کچھ دریافت کرتے تھے تو اسکی مجال نہ ہوتی کہ خود اپنی طرف سے جواب دے سکے بلکہ کہہ دیتا کہ اللہ کے نبی کو ہی اس کا بخوبی علم ہے۔ ایک روز اپنے تخت حکومت پر باہر نکل کر تشریف فرما تھے کہ ایک غبار قریب ہی اڑتا نظر آیا اور دریافت فرمایا

یہ کیا ہے، حاضرین نے عرض کیا بلقیس اس جگہ آکر اتری ہے۔ یہ مقام حضرت سلیمانؑ کی مجلس سے ایک فرسخ کے فاصلے پر تھا حضرت سلیمانؑ نے یہ بات سن کر اپنے لشکر والوں کی طرف متوجہ ہو کر۔

قَالَ يَاأَيُّهَا الْمَلَأُ أَيُّكُمْ يَأْتِينِي بِعَرْشِهَا قَبْلَ أَنْ يَأْتُونِي مُسْلِمِينَ ترجمہ: سلیمان نے کہا؛ اے اہلِ دربار! تم میں سے کون ہے جو اُس عورت کا تخت ان کے تابع دار بن آنے سے پہلے ہی میرے پاس لے آئے؟

حضرت سلیمانؑ بلقیس کو اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کا عطاء کردہ معجزہ دکھانا چاہتے تھے اور بلقیس کی عقل کی آزمائش بھی مقصود تھی کہ تخت پر کئے گئے مرصع کاری کو تبدیل کرنے کے بعد وہ اپنے تخت کو پہچان سکے گی یا نہیں۔

مفسر کے قول کے مطابق مسلمان ہونے کی شرط اس لئے لگائی کہ کہ مسلمان ہونے کے بعد تو بلقیس کی رضامندی کے بغیر اس کا تخت لینا حضرت سلیمانؑ کے لئے حلال نہ تھا۔

عفریت کا ترجمہ ضحاک نے خبیث کیا ہے۔ فراء نے کہا سخت طاقتور۔ ابن قتیبہ نے کہا وہ جس کی تخلیقی ساخت مضبوط ہو اس کو عفریت کہتے ہیں۔ اصل میں یہ لفظ عفر سے بنا ہے اور عفر کا معنی مٹی کو کہتے ہیں عافرہ اس سے کشتی لڑ کر اس کو مٹی پر گرادیا۔

قَالَ عِفْرِيتٌ مِنَ الْجِنِّ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ تَقُومَ مِنْ مَقَامِكَ

ترجمہ: ایک قوی ہیکل جن نے کہا؛ آپ اپنی جگہ سے اُٹھے بھی نہیں ہوں گے کہ میں اُس سے پہلے ہی اُسے وَپ کے پاس لے آؤں گا،

مقام سے مراد ہے فیصلے کی مجلس اور مقدمات کی مجلس۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا سلیمانؑ ہر صبح کو اجلاس کیا کرتے تھے جو دوپہر تک جاری رہتا تھا۔ [16]

اس دیو کا نام وہب نے لوذی، بعض لوگوں نے ذکوان اور بعض نے صخر جنی کہا ہے۔ یہ دیو ایک پہاڑی کی طرح تھا اور بقدرِ حدِ نگاہ اس کا ایک قدم پڑتا تھا۔

وَإِنِّي عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ أَمِينٌ

ترجمہ: اور یقین رکھئے کہ میں اُس کام کی پوری طاقت رکھتا ہوں، (اور) امانت دار بھی ہوں۔

یعنی جن جواہر سے وہ مرصع ہے ان میں کمی نہیں کروں گا۔ حضرت سلیمانؑ نے کہا میں اس سے زیادہ جلد منگوانا چاہتا ہوں۔

قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِنَ الْكِتَابِ

ترجمہ: جس کے پاس کتاب کا علم تھا، وہ بول اُٹھا،

ابن ابی حاتم نے ابن لہیعہ کا قول نقل کیا ہے کہ وہ حضرت خضر[۹] تھے۔ بعض نے کہا جبرئیلؑ انسان کے صورت میں تھے۔ کسی نے کہا کوئی اور فرشتہ تھا۔ اکثر مفسرین نے تصریح کی ہے کہ وہ آصف بن برخیا تھے جو صدیقیت کے مرتبے پر فائز تھے اللہ کا اسم اعظم ان کا معلوم تھا جب اسم اعظم لیکر اللہ سے دعا کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول فرمالیتا تھا اور ان کا سوال پورا کر دیتا تھا۔[17]

جریرؒ[18] اور مقاتلؒ بواسطہ ضحاکؒ ابن عباسؓ سے نقل کرتے ہیں کہ آصف نے نماز کے بعد حضرت سلیمانؑ سے کہا جہاں تک آپ کی نظر پہنچے اپنی آنکھیں اٹھا کر دیکھ لیجئے حضرت سلیمانؑ نے نظر اٹھا کر یمن کی طرف دیکھا اور آصف نے دعا کی فوراً اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو بھیج دیا فرشتوں نے تخت اٹھا لیا اور اور زمین کو اندر سے چیرتے ہوئے لا کر حضرت سلیمانؑ کے سامنے رکھ دیا۔

کلبیؒ نے کہا کہ آصف نے سجدہ میں گر کر اللہ کا اسم اعظم پڑھ کر دعا مانگی فوراً بلقیس کا تخت زمین کے اندر ہی اندر چل دیا یہاں تک کہ سلیمانؑ کی کرسی کے پاس بر آمد ہو گیا۔ بعض اہل روایت کا کہنا ہے کہ یہ فاصلہ دو مہینے کا تھا۔

آصف نے کیا دعا مانگی تھی، علماء کا اس میں اختلاف ہے۔ مجاہدؒ نے کہا یا ذالجلال والاکرام کہا تھا یعنی یہ اسم اعظم ہے۔ کلبیؒ[19] نے کہا کہ یا حیّ یا قیّوم یہی اسم اعظم ہے اور حضرت عائشہؓ کا بھی یہی قول ہے۔ زہری کا قول ہے کہ جس کے پاس علم کتاب تھا اس نے اس طرح عا مانگی تھی یا الھنا والہ کل شئ الھاً واحداً لا الہ الا انت ایتنی بعرشھا اے ہمارے معبود اور ہر چیز کے تنہا معبود تیرے سوا کوئی معبود نہیں میرے پاس اس کا تخت لے آ۔

اللہ کا اسم اعظم کی بحث سورۂ آلِ عمران میں کے شروع میں تفصیل کے ساتھ لکھ دی ہے۔ میرے نزدیک زہریؒ[20] ک قول قابل ترجیح ہے۔۔

محمد بن منکدر نے کہا الذی عندہ علم من الکتاب سے خود حضرت سلیمانؑ کی ذات مراد ہے کیونکہ اللہ نے آپ کو علم وفہم عطاء فرمایا تھا اس جگہ عندہ علم من الکتاب کہنا علم کی عظمت اور اس امر پر دلالت کر رہا ہے کہ سلیمانؑ کو جو عظمت اور کرامت حاصل ہوئی تھی وہ علم ہی کی وجہ سے تھی[-21]

رہا آئندہ آیت میں خطاب۔

أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ

ترجمہ: میں آپ کی آنکھ جھپکنے سے پہلے ہی اُسے آپ کے پاس لے آتا ہوں۔

یہ خطاب عفریت کو ہے اور معجزہ کو ظاہر کرنے کی غرض سے ہے۔ عفریت نے تخت لانے کا جو وعدہ کیا تھا سلیمانؑ نے اس مدت کو طویل سمجھا اور ایسے معجزے کا اظہار کرنا چاہا جو جس سے بڑے بڑے دیو بھی عاجز تھے۔ اس صورت میں

الکتاب میں الف لام جنسی ہو گا اللہ کی بھیجی ہوئی ہر کتاب اس میں داخل ہو گی یا الف لام عہدی ہو کر لوح محفوظ مراد ہو گی۔

طرفٌ کا معنی ہے دیکھنے کے لئے پلک ہلانا۔ دیکھنے والے کو کہا جاتا ہے کہ اس نے ایک طرف کو اپنی پلکوں کی حرکت متوجہ کی اس لئے اس کے مقابلے میں رد الطرف آتا ہے یعنی پلکوں کی روانگی کو واپس لے لیا، مطلب یہ کہ تم کسی چیز پر آنکھیں کھول کر نظر دوڑاؤ پھر دیکھ کر نظر کو واپس لے آؤ تو نظر کی اس واپسی سے پہلے ہی میں انتہائی جلدی تخت لے کر آوں گا۔

فَلَمَّا رَآهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهُ قَالَ هَذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي لِيَبْلُوَنِي أَأَشْكُرُ أَمْ أَكْفُرُ

ترجمہ: چنانچہ جب سلیمان نے اُس تخت کو اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا تو کہا: یہ میرے پروردگار کا فضل ہے، تاکہ وہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری؟

اس کلام سے پہلے کچھ عبارت محذوف ہے (جس پر کلام کی رفتار دلالت کررہی ہے) پوری عبارت اس طرح ہے" سلیمانؑ نے اس تخت کو لانے کا حکم دیا انہوں نے اللہ کا اسم اعظم پڑھ کر دعا کی تخت میں حرکت پیدا ہوئی اور زمین کے اندر ہی اندر آکر سلیمانؑ کے تخت کے پاس برآمد ہو گیا سلیمانؑ نے جب اتنی دیر میں اس کو اپنے پاس رکھا دیکھا تو کہا۔

قال یعنی شکر نعمت کے طور پر کہا۔ اللہ کلے مخلص بندوں کی یہی طریقہ ہوتا ہے۔ ہذا یعنی ساٹھ منزل دور سے پلک جھپکنے ہی تخت منگوا لینے کی قدرت من فضل ربی یعنی میرے رب کی مہربانیوں کا کچھ حصہ ہے۔ من تبعیضیہ ہے لیبلونی یعنی اس کا فضل مجھ پر میری جانچ کرنے کے لئے ہے۔ ءاشکرام اکفر کہ کیا میں اس کی نعمت کا شکر کرتا ہوں اور محض اس کی مہربانی سمجھتا ہوں اپنی طاقت اور قوت کا نتیجہ نہیں قرار دیتا اور پھر اس عطیہ خداوندی کا حق ادا کرتا ہوں۔ یا ناشکری کرتا ہوں کہ اپنے آپ کو اس کا مستحق قرار دیتا ہوں یا اس کا حق ادا کرنے میں قصور کرتا ہوں۔

وَمَنْ شَكَرَ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ رَبِّي غَنِيٌّ كَرِيمٌ

ترجمہ: اور جو کوئی شکر کرتا ہے، تو وہ اپنے فائدے کے لئے شکر کرتا ہے اور اگر کوئی ناشکری کرے تو میرا پروردگار بے نیاز ہے، کریم ہے۔

يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ شکر سے موجودہ نعمت کا بقاء اور مزید نعمت کا حصول ہے۔ الشکر قید النعمۃ الموجودۃ وصید النعمۃ المفقودۃ شکر موجودہ نعمت کو روک رکھتا ہے اور غیر موجودہ نعمت کا شکار کر دیتا ہے (یعنی زیادت نعمت کا ذریعہ ہے) شکر کرنے سے صاحب نعمت کی ذمہ داری پوری ہو جاتی ہے اور وہ حق واجب ادا کرتا ہے اور عند اللہ اس کا درجہ بلند ہو جاتا ہے اور آخرت میں ثواب کا مستحق ہو جاتا ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ کھا کر شکر ادا کرنے والا صابر روزہ دار کی مثل ہے۔(رواہ احمد والترمذی وابن ماجہ ولحاکم بسند صحیح عن ابی ہریرۃؓ)

امام احمد اور ابن ماجہ نے سند صحیح کے ساتھ حضرت سنان بن سنہ[۲۱] کی روایت سے یہ حدیث ان الفاظ کا ساتھ نقل کیا ہے کہ کھانے والا اور پھر اس کا شکر ادا کرنے والے کے لئے اتنا ہی اجر ہے جیسے صابر روزہ دار کا ہے۔ غنیؔ یعنی اس کے شکر سے بے پرواہ ہے، کریم یعنی شاکر اور کافر سب کو دیتا ہے۔

قَالَ نَكِّرُوا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ أَتَهْتَدِي أَمْ تَكُونُ مِنَ الَّذِينَ لَا يَهْتَدُونَ

ترجمہ: سلیمان نے (اپنے خدام سے) کہا کہ: اس ملکہ کے تخت کو اس کے کے لئے اجنبی بنادو، دیکھیں وہ اُسے پہچانتی ہے، یا وہ اُن لوگوں میں سے ہے جو حقیقت تک نہیں پہنچتے؟

یعنی تخت کو ایسا کردو کہ وہ پہچان نہ سکے۔ روایت میں آیا ہے کہ حسب الحکم تخت کے نچلے حصہ کو بالائی اور بالائی کو نچلا کردیا اور سرخ جواہر کی جگہ سبز اور سبز کی جگہ سرخ جواہر جڑ دیئے۔ اتہتدی کہ کیا وہ اپنے تخت کی پہچان کرسکے گی سلیمانؑ نے ایسا کیوں کیا اس کے متعلق وہب بن منبہ اور کعب کا بیان ہے کہ شیاطین کو یہ اندیشہ تھا کہ سلیمانؑ بلقیس سے عقد نہ کریں اگر ایسا کرلیا تو جنات کے سارے راز سلیمانؑ سے کہہ دے گی کیونکہ اس کی ماں پری تھی وہ جنات کی خفیہ باتوں سے واقف تھی پھر اگر کوئی اولاد ہوگئی تو سلیمانؑ کے بعد اس کے زیر سایہ رہنا پڑے گا اس لئے حضرت سلیمانؑ سے جنات نے اس کی مذمت کی اور کہا کہ اس کے عقل میں کمزوری ہے اس کے دونوں قدم گدھے کی سم کی طرح ہے اور اس کی پنڈلیوں پر بال ہیں اسی اطلاع کی بنیاد پر سلیمانؑ نے تخت کے بدلنے کا حکم دیا تکہ بلقیس کی عقل کا جانچ ہوسکے اور پنڈلیاں دیکھنے کے لئے ایک شیشہ گھر بنانے کا حکم دیا۔

فَلَمَّا جَاءَتْ قِيلَ أَهَكَذَا عَرْشُكِ قَالَتْ كَأَنَّهُ هُوَ

ترجمہ: غرض جب وہ آئی تو اُس سے پوچھا گیا: کیا تمہارا تخت ایسا ہی ہے؟ کہنے لگی: ایسا لگتا ہے کہ یہ تو بالکل وہی ہے۔

اھکذا۔ یہ اشتباہی لفظ بلقیس کی عقل کی آزمائش کے لئے کیا گیا۔ مقاتلؒ کا بیان ہے کہ بلقیس نے اپنا تخت پہچان تو لیا تھا لیکن اشتباہی لفظ میں اس نے جواب اس لئے دیا کہ اس سے اشتباہی الفاظ مین ہی سوال کیا گیا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ پوری طرح نہیں سمجھی تھی اس لئے نہ کھل کر اقرار کیا اور نہ کھل کر انکار کیا، سلیمانؑ اس طرز کلام سے اس کی دانشمندی کو پہچان گئے۔ پھر اس سے کہا گیا کہ واقعی یہ تخت آپ ہی کا ہے لیکن آپ نے دیکھا کہ سات دروازوں اور چوکیداروں کی حفاظت کرنے سے یہ محفوظ نہ رہ سکا۔ اس پر بلقیس نے جواب دیا۔

وَأُوتِينَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِينَ

ترجمہ: ہمیں تو اس سے پہلے ہی (آپ کی سچائی) کا علم عطا ہو گیا تھا، اور ہم سر جھکا چکے تھے۔

یعنی دوسری نشانیوں سے ہم نے آپ کی نبوت کو پہچان لیا تھا۔ ہدہد کا خط ڈالنا اور ہمارے تحفوں کو واپس کرنا اور قصدوں کے ذریعے سے پیام بھیجنا۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ کلام سلیمانؑ اور آپ کے ساتھیوں کا کلام ہے یعنی ہم اللہ کی قدرت اور اور ہر حکم خدا کی صحت کو اس واقعہ سے پہلے ہی جانتے ہیں اور ہم اس کے بھیجے ہوئے دین پر قائم ہیں اور برابر اس کے اطاعت گزار ہیں اس وقت اس کلام کیغرض محض اللہ کی نعمتوں کا ذکر اور ان کے شکر کا اظہار ہو گی۔ بعض اہل علم یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ ہم کو بلقیس کے ایمان لانے اور آنے سے پہلے اطاعت گزار ہو جانے کا علم ہو چکا تھا اور ہم اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار ہیں۔

وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَعْبُدُ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كَافِرِينَ

ترجمہ: اور (اب تک) اُس کو (ایمان لانے سے) اس بات نے روک رکھا تھا کہ وہ اللہ کے بجائے دوسروں کی عبادت کرتی تھی، اور ایک کافر قوم سے تعلق رکھتی تھی۔

یعنی سورج کی پوجا سے سلیمانؑ نے ان کو منع کر دیا۔ بعض اہل تفسیر نے لکھا ہے کہ صدّ کا فاعل ما کانت تعبد ہے یعنی اللہ کے سوا جن معبودوں کو وہ پوجتی تھی انہوں نے اس کو توحید سے روک دیا تھا، عقل کی کمزوری اور خرابی نے ان کو توحید سے نہیں روکا تھا اس لئے جن کا یہ کہنا کہ سمجھ میں فتور ہے غلط تھا۔

جملہ انھا کانت مستانفہ ہے یعنی بلقیس ایسی قوم میں سے ہے جو سورج کی پجاری تھیاور اسی قوم میں وہ پلی بڑی تھی اس لئے سورج کی پوجا کے علاوہکسی اور کی عبادت سے واقف نہیں تھی۔ اس کے بعد حضرت سلیمانؑ نے چاہا کہ بلقیس کی قموں اور پنڈلیوں کا خود انکشاف کرے اور اسے درخواست نہ کرنی پڑے اس لئے آپ نے شیطانوں کو حکم دیا کہ ایک شیش محل تیار کی جائے جو سفیدی میں پانی معلوم ہو، بعض کہتے ہیں کہ شیشے کا صحن خانہ تیار کرنے کا حکم دیا جس کے نیچے پانی ہی پانی رکھ دیا اور اس میں مچھلیاں اور طرح طرح کی مینڈکیاں چھوڑ دیں، پھر اس صحن کے شہ نشین میں اپنا تخت بچھوا دیا اور اس پر رونق افروز ہو گئے۔ پرندے، جنات اور انسان آپ کے ارد گرد جمع ہو گئے۔ بعض کا خیال ہے کہ شیشہ کا ایک صحن تیار کرایا تھا جس کے نیچے مچھلیوں اور مینڈکوں کی مورتیاں رکھی تھیں، دیکھنے والا کو پانی ہی سمجھتا تھا ۔ غرض اس کے بعد بلقیس کو بلوایا۔

قِيلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ فَلَمَّا رَأَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا

ترجمہ: اُس سے کہا گیا کہ: اس محل میں داخل ہو جاؤ، اُس نے جو دیکھا تو وہ سمجھی کہ یہ پانی ہے اس لئے اپس نے (پائنچے چڑھا کر) اپنی پنڈلیاں کھول دیں۔

ابن ابی شیبہ ابن المنذر، عبد بن حمید[۲۳]اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباسؓ کی نقل کردہ ایک طویل بیان میں کہا ہے کہ بلقیس کے آنے سے پہلے حضرت سلیمانؑ نے ایک قصر بنوایا جس کا صحن سفید آبگینہ کا رکھا اور اس کے نیچے پانی چھوڑ دیا اور اس میں آبی جانور بھی چھوڑ دیئے اور اس کے صحن میں تخت بچھوا کر اس پر تشریف فرما ہو گئے۔ جب بلقیس آئی اور اس نے صحن کو دیکھا تو اس کو رکا ہوا پانی خیال کر کے پنڈلیوں سے کپڑا اٹھا دیا تاکہ پانی میں گھس کر سلیمانؑ کے پاس پہنچ جائے۔ سلیمانؑ نے اس کی پنڈلیوں اور قدم کو دیکھا تو وہ انتہائی خوبصورت دکھائی دیئے البتہ پنڈلیوں پر بال تھے سلیمانؑ نے دیکھتے ہی نظر پھیر لی۔

علماء نے اسی جگہ یہ مطلب اخذ کیا ہے کہ اگر اجنبی عورت کو نکاح کا پیغام دینا ہو تو اس کو دیکھ لینا جائز ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا تم میں سے کوئی شخص جب کسی کو نکاح کا پیام دے اور چہرہ دیکھنا ممکن ہو جس کو دیکھ کر نکاح کر سکے تو ایسا کرلے[]ح](رواہ ابو داؤد عن جابر ؓ)

وروی احمد والترمذی والنسائی وابن ماجہ والدارمی عن مغیرۃ بن شعبۃ[۲۵]حضرت مغیرہ بن شعبہ کا بیان ہے کہ میں نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام بھجوایا، رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کیا تم نے اس کو دیکھ لیا ہے میں نے کہا نہیں فرمایا تو اس کو دیکھ لو تم دونوں کے آپس میں محبت پیدا کرنے کے لئے یہ بات مناسب ہے۔ ح[۲۶]

قَالَ إِنَّهُ صَرْحٌ مُمَرَّدٌ مِنْ قَوَارِيرَ

ترجمہ: سلیمان نے کہا کہ؛ یہ تو محل ہے جو شیشوں کی وجہ سے شفاف نظر آرہا ہے۔

ممرد چکنا امرد بھی اسی سے بنا ہے۔

قَالَتْ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي وَأَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

ترجمہ: ملکہ بول اُٹھی؛ میرے پروردگار! حقیقت یہ ہے کہ میں نے (اب تک) اپنی جان پر ظلم کیا ہے اور اب میں نے سلیمان کے ساتھ اللہ ربّ العالمین کی فرماں برداری قبول کرلی ہے۔

آیت کی تفسیر میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب بلقیس صحن پر پہنچی اور اس کو کنڈ سمجھی تو خیال کیا کہ سلیمانؑ مجھے غرق کرنا چاہتے ہیں اس سے تو قتل ہونا اسان ہے، پھر جب حقیقت ظاہر ہو گئی تو کہنی لگی میں نے سلیمانؑ پر بدگمانی کر کے اپنے اوپر ظلم کیا، اب میں نے توبہ کی اور اسلام لے آئی۔

مسلمان ہونے کے بعد بلقیس کے احوال کو علماء نے مختلف طور پر بیان کیا ہے۔ عون بن عبد اللہ نے بیان کیا ایک شخص نے عبد اللہ بن عیینہ سے دریافت کیا، کیا حضرت سلیمانؑ نے بلقیس سے نکاح کر لیا تھا۔ ابن عیینہ نے کہا بلقیس کا واقعہ تو اسلمت مع سلیمان للہ رب العلمین پر ختم ہو گیا۔ یعنی ہم کو اس سے زیادہ علم نہیں۔

بعض لوگوں کا خیال ہے نکاح کر لیا تھا، ابن عساکرؒ نے عکرمہؒ کا یہی قول نقل کیا ہے۔ عکرمہؒ کا بیان ہے جب سلیمانؑ نے بلقیس سے نکاح کرنا چاہا تو پنڈلیوں پر بالوں کی کثرت پسند نہ آئی لوگوں سے بات صاف کرنے کی تدبیر دریافت کی لوگوں نے اس کی تدبیر استرہ بتائی۔ بلقیس نے کہا میری جلد کو لوہا نہیں چھو سکتا۔ حضرت سلیمانؑ نے بھی استرہ کو پسند نہیں کیا اور فرمایا استرہ تو کاٹ دیتا ہے پھر آپ نے جنات سے دریافت کیا۔ انہوں نے بھی لاعلمی ظاہر کی پھر آپ نے شیطانوں سے پوچھا انہوں نے کہا ہم آپ کے لئے ایسی تدبیر کریں گے کہ جلد سفید چاندی کی طرح ہو جائے گی، چنانچہ انہوں نے نورہ اور حمام کی ترکیب بتائی۔ اسی زمانے میں حماموں کا اور چونہ کا رواج ہو گیا۔ حضرت سلیمانؑ نے جب بلقیس سے نکاح کر لیا تو آپ کو بلقیس سے بڑی محبت ہو گئی اور یمن کی سلطنت پر اس کو برقرار رکھا۔ اور حضرت سلیمانؑ کے حکم سے جنات نے یمن میں تین قلعے اتنے اونچے بنائے کہ ایسے اونچے اور خوبصورت قلعے کسی نے نہ دیکھے ہوں گے ان کے نام (سلحون، سنون اور عمدان)۔ جب حضرت سلیمانؑ نے بلقیس کو ان کے ملک میں واپس کر دیا تو ہر مہینے ملاقات کے لئے ایک بار جایا کرتے تھے اور تین روز وہاں قیام پذیر رہتے تھے صبح کو شام سے یمن کو چل دیتے تھے اور پھر صبح کو ہی یمن سے شام کو روانہ ہو جاتے تھے۔ بلقیس کے بطن سے سلیمانؑ کا ایک لڑکا بھی ہوا۔ وہب کا بیان ہے لوگوں کا خیال ہے کہ بلقیس جب مسلمان ہو گئی تو حضرت سلیمانؑ نے فرمایا اپنی قوم میں سے کسی کا انتخاب کر لو میں تمہارا نکاح اس سے کر دوں گا۔ بلقیس نے کہا اے اللہ کے نبی مجھ جیسی عورت مردوں سے نکاح کر لے، آپ کو معلوم ہے کہ میری قوم میں سے بادشاہ بھی ہیں، بڑے بڑے تسلط والے سردار بھی ہیں، حضرت سلیمانؑ نے فرمایا کہ ہاں مجھے معلوم ہے لیکن اسلام میں ایسا کرنا ہی ہوگا یہ بات کسی طرح زیبا نہیں کہ اللہ نے جو چیز تمہارے لئے حلال کی ہے اس کو اپنے لئے حرام کر لو۔ بلقیس نے کہا جب ایسا ہی ہے تو میرا نکاح ذی تبع شسہ ہمدان سے کرا دیجئے، حضرت سلیمانؑ نے ذی تبع سے بلقیس کا نکاح کرا دیا، پھر بلقیس کو یمن واپس کر دیا اور یمن کا ملک ذی تبع کا تسلط میں دے دیا، پھر یمن کے امیر جنات کو جس کا نام ردیعہ تھا بلوا کر ہدایت فرما دی کہ ذی تبع [۳۱] تم سے جو کام لیں وہ کام تم انجام دیا کرو، حسب الحکم ردیعہ عمل کرتا رہا اور ذی تبع حضرت سلیمانؑ کی وفات تک یمن کا بادشاہ رہا، جب حضرت سلیمانؑ کی وفات پر ایک سال گزر گیا اور جنات کو حضرت سلیمانؑ کی وفات کا یقینی پتہ چل گیا تو ایک جن تہامہ میں آیا اور وسط یمن میں پہنچ کر چیخ کر اس نے کہا اے گروہ جن شاہ سلیمان کی وفات ہو گئی، اب تم ہاتھ اٹھا لو سب دست بردار ہو گئے اور ادھر ادھر چلے گئے اور حضرت سلیمانؑ کی حکومت کے ختم ہوتے ہی ذی تبع اور بلقیس کی حکومت کا بھی زوال ہو گیا۔

میں کہتا ہوں حضرت سلیمانؑ کا بلقیس کی پنڈلیوں کو دیکھنا اس روایت کی تائید کرتا ہے جس میں حضرت سلیمانؑ کا بلقیس سے نکاح کرنا مذکور ہے اور ذی تبع سے نکاح کرانے کی روایت اس کے مقابلہ میں کمزور ہو جاتی ہے۔

کہا گیا ہے کہ ۱۳ سال کی عمر میں حضرت سلیمانؑ کو حکومت ملی تھی اور ۵۳ سال کی عمر پا کر آپؑ کی وفات ہوئی۔ سبحان اللہ من لازوال لملکہ۔[22] لاملک سلیمان ولا بلقیس .....لاادم فی الکون ولا ابلیس .....والکل قصورۃ وانت المعنیٰ

یا من ھو للقلوب مقناطیس

نہ سلیمان کی حکومت ہے نہ بلقیس نہ آدمؑ اس کائنات میں وجود رکھتے ہیں نہ ابلیس اے وہ ذات کو دلوں کو اپنی طرف کھینچنے والی مقناطیس ہے تو ہی حقیقت ہے اور کل جہاں صورت۔

حوالہ جات

القرآن الحکیم

1۔ کشف السنہ، محی السنہ ابو محمد الحسین بن مسعود بن محمد الفراء البغوی، (المتوفی 510ھ) ج۳ص۴۹۹]، مکتبۃ الاسلامی دمشق

Kashful sunna mahiuddin al-baghwi Book VL3 Page499 islami library dimishq

2۔ تفسیر بغوی ج۳ص۵۰۰

baghwi Book VL3 Page500 islami library dimishq

3۔ تفسیر مقاتل أبو الحسن مقاتل بن سلیمان بن بشیر الأزدي بالولاء البلخي ج۳ص۳۰۱]

Tfsir maqatil maqatil bin sulaiman al-balkhi Book VL3 Page301

4۔ التَّفْسِيرُ البَسِيْط

أبو الحسن علي بن أحمد بن محمد بن علي الواحدي، النيسابوري، الشافعي (المتوفى: 468ھ)

الناشر - جامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية. ج۱۷ص۲۱۴]

Tafsir al-basit ahmad bin ali Book VL17 Page214

5۔ تفسیر بغوی ج۳ص۵۰۱]

baghwi Book VL3 Page501 islami library dimishq

6۔ تفسیر بغوی ج۳ص۵۰۱]

baghwi Book VL3 Page501 islami library dimishq

7۔ تفسیر مقاتل ج۳ص۳۰۳]

maqatil Book VL3 Page303

8۔ الجامع لأحكام القرآن = تفسير القرطبي ج۱۳ص۱۹۰]

أبو عبد الله محمد بن أحمد بن أبي بكر بن فرح الأنصاري الخزرجي شمس الدين القرطبي (المتوفى: 671ھ) الناشر: دار الكتب المصرية – القاهرة

Al-jami le ahkam ul quran qurtabi shamsuddin qurtabi VL13 Page190 library misrya qahira

9۔ تفسیر بغوی ج۳ص۵۰۱]

baghwi Book VL3 Page501 islami library dimishq

10۔ تفسیر مقاتل ج۳ص۳۰۳]

Tafsir maqatil VL 3 Page 303

11۔ تفسیر بغوی ج۳ص۵۰۲]

baghwi Book VL3 Page502 islami library dimishq

12۔ تفسیر مقاتل ج۳ص۳۰۴]

Tafsir maqatil VL 3 Page 304

13۔ تفسیر بغوی ج۳ص۵۰۲]

baghwi Book VL3 Page502 islami library dimishq

14۔ تفسیر بغوی ج۲ص۵۰۳،۵۰۲]

baghwi Book VL3 Page502-503 islami library dimishq

15۔ تفسیر بغوی ج۳ص۵۰۳]

baghwi Book VL3 Page503 islami library dimishq

16۔ تفسیر بغوی ج۳ص۵۰۵]

baghwi Book VL3 Page505 islami library dimishq

17۔ تفسیر بغوی ج۳ص۵۰۵]

baghwi Book VL3 Page505 islami library dimishq

18۔ الذہبی، محمد بن احمد، تذکرۃ الحفاظ ج2، ص(322)، تحقیق: زکریا عمیرات، دارالکتب العلمیہ بیروت1419ھ/1998ء

Imam Zahabi, tazkira huffaz VL2 Page 322 darul kutub ilmia bairoot

19۔ ابن سعد، ابوعبداللہ محمد بن سعد، الطبقات الکبری،6/341) تحقیق: احسان عباس، دار صادر بیروت،1388ھ/1988ء

Ibn e saad ,altabaqat alkubra VL6 Page341 Dar e sadir Bairoot

20۔ تاریخ بغداد، ج5، ص321

History of Dimishq VL5 Page 321

21۔ تفسیر بغوی ج۳ص۵۰۶]

baghwi Book VL3 Page506 islami library dimishq

22۔۔ تفسیر بغوی ج۳ص۵۰۷۔۵۰۸]

baghwi Book VL3 Page507-508 islami library dimishq